۷۸۶
۹۲

غضب جبار بر منکرِ وسیلہ ابرار

"قرآن مجید و حدیث شریف" کی روشنی میں!

وسیلہ کا ثبوت

ازقلم

مولانا علامہ محمد اسماعیل نقشبندی

(رحمۃ اللہ علیہ)

نجدی وہابی کے پمفلٹ کا دنداں شکن جواب

نجدی وہابی حضرات نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ قرآن و حدیث میں بہت سی دعاؤں کا ذکر ہے اور براہ راست ہے۔ کسی واسطہ و وسیلہ کے بغیر نہ انبیاءؑ نے کسی ہستی کا واسطہ دیا نہ ان کے اصحاب نے۔ پھر بحق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) طفیل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صدقہ محمد بحرمت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا بحق فلاں، طفیل فلاں فلاں کیسے اور کیونکر جائز ہوگا۔ جو کام اللہ کے نبیوں نے نہیں کیا۔ ان کے اصحاب نے نہیں کیا۔ اس میں خیر تو کیا ہو گی۔ الٹا گناہ ہے۔ بلکہ اگر کسی کی وفات کے بعد اسے دعا میں سفارشی بنا کر پکارا جائے۔ جیسا کہ آج لوگ قبروں میں مدفون حضرات کو پکارتے ہیں۔ مثلاً یا داتا یا پیر دستگیر یا غوث یا بابا فرید یا عبدالقادر جیلانی یا امام بری یا سلطان باہو۔ یا بلھے شاہ یا فلاں یا فلاں حتیٰ کہ یا علی اور یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) و یا رسول اللہ ہماری مدد فرمائیں۔ اللہ ہماری سنتا نہیں۔ آپ کی رد نہیں کرتا۔ آپ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ تو یہ گناہ شرک کے زمرہ میں آکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کے عذاب کا سبب ہوگا۔ یہی تو کفارِ مکہ کا عقیدہ تھا۔ جس کو اللہ نے قرآن میں اس طرح بیان کیا ہے

ترجمہ :۔ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ (سورۃ یونس آیت ۱۸)

ناظرین کرام:۔ یہ کوئی محمد ایوب صاحب توحیدی ہیں۔ جو حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ میں کسی مسجد کے خطیب ہیں۔ جو ہر قسم کے واسطے اور وسیلے کے منکر ہیں۔ حالانکہ توحیدی صاحب اپنی پیدائش سے لیکر اب تک اور اب سے لیکر اپنی موت تک بلکہ اپنی موت کے بعد بھی واسطے اور وسیلے کے محتاج ہیں۔ کیونکہ آپ ماں باپ اور دائی کے وسیلے سے پیدا ہوئے۔ اور ماں باپ کے وسیلے سے پرورش پائی۔ اُستادوں کے وسیلے سے تعلیم حاصل کی۔ اور مولوی صاحب بنے۔ اور بہت سے شاگردوں کو قرآن پاک پڑھا کر خود ان کا وسیلہ بنے۔ اور نہ جانے کب

تک توحیدی صاحب ان شاگردوں کا وسیلہ بنے رہیں گے۔ کیونکہ تعلیم دینے والا بھی وسیلہ ہوتا ہے۔ اور خدا ہی جانے کہ مرض الموت کے وقت توحیدی صاحب کتنے ڈاکٹروں کا وسیلہ تلاش کریں گے۔ اور ان کے علاج کے محتاج ہونگے۔ اور پھر موت کے بعد توحیدی صاحب غسل کے لئے کتنے آدمیوں کے وسیلے کے محتاج ہونگے۔ اور پھر کفن میں لپیٹے جانے کے لئے آپ کتنے آدمیوں کے وسیلے کے محتاج ہونگے اور پھر جنازہ کی نماز پڑھانے کے لئے ———— توحیدی صاحب اور کتنے آدمیوں کے واسطے وسیلے کے محتاج ہونگے۔ جو آپ کے لئے دعا مغفرت کریں گے اور قبر تک لے چلیں گے۔ اور پھر قبر کھودنے کے لئے آپ کو کتنے آدمیوں کے وسیلے کی ضرورت ہوگی۔ اس کے بعد قبر میں تشریف لے جانے کے لئے شاید آپ کو کسی وسیلے کی ضرورت نہ ہوگی؟ مگر قبر پر مٹی ڈالنے کے لئے آپ کو ضرور بضرور واسطے وسیلے کی ضرورت ہوگی۔

ناظرین کرام:۔ ذرا آپ توحیدی صاحب سے دریافت فرمائیں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ کیا جھوٹ لکھا ہے۔ کہ توحیدی صاحب اپنی ساری زندگی میں بے شمار لوگوں کے وسیلے کے محتاج رہے یا نہیں؟ اور آئندہ رہیں گے یا نہیں؟ کہ ساری زندگی آپ غیر اللہ سے مدد حاصل کر کے مشرک ہوئے یا نہیں؟ توحیدی صاحب لکھتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں بہت سی دعاؤں کا ذکر ہے اور براہ راست ہے۔ کسی واسطہ و وسیلہ کے بغیر بے شک اللہ تعالےٰ براہ راست دعائیں کو سنتا ہے۔ کون مسلمان اس کا انکار کر سکتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ آپ نے بھی کبھی اس پر عمل کیا ہے؟ اگر آپ نے واقعی اس پر عمل کیا ہے۔ تو فرمائیے۔ کہ جب آپ کو بھوک پیاس تنگ کرتی ہے تو آپ بیگم صاحبہ یا خادم سے روٹی پانی کیوں طلب کرتے ہیں۔ خدا سے براہ راست دعا کیوں نہیں کرتے۔ کہ یا اللہ میری بھوک پیاس کو بجھا دے؟ کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے۔ کہ آپ کی بھوک اور پیاس کو بغیر روٹی اور پانی کے بجھا دے؟ یقیناً

اللہ تعالےٰ قادر ہے۔ ثابت ہوا۔ روٹی آپ کی حاجت روا ہے۔ پانی آپ کا حاجت روا ہے۔ اگر آپ بیمار ہو جائیں تو دوائی بھی آپ کی حاجت روا ہے۔ جو غیر اللہ ڈاکٹر صاحب سے خریدی جاتی ہے۔ گویا کہ ڈاکٹر بھی آپ کا حاجت روا ہے۔ اور اگر آپ پر کوئی ظالم حملہ کر دے تو پولیس پولیس پکارتے ہیں۔ اس وقت آپ کو توحید بھی یاد نہیں آتی۔ کیونکہ اس وقت پولیس بھی آپ کی حاجت روا ہوتی ہے۔ اور اگر عدالت میں کبھی مقدمہ دائر کرنے کی ضرورت پڑے تو وکیل اور عدالت بھی اس وقت آپ کے حاجت روا ہوتے ہیں۔ کیوں جناب توحیدی صاحب ان مصیبتوں کے وقت آپ خدا کو کیوں بھول جاتے ہیں؟ کیوں غیر اللہ سے مدد طلب کر کے مشرک ہو جاتے ہیں؟ جب وہ براہ راست دعا سنتا ہے۔ تو کیوں خدا سے دعا نہیں کرتے؟ آپ کے اس عمل سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ کہ روٹی آپ کی حاجت روا۔ پانی آپ کا حاجت روا۔ دوائی آپ کی حاجت روا۔ ڈاکٹر آپ کا حاجت روا۔ اگر آپ کی نظر کمزور ہو جائے تو عینک کا شیشہ بھی آپ کا حاجت روا۔ اور خدا نخواستہ آپ کبھی نابینے ہو جائیں تو اس وقت لاٹھی بھی آپ کی حاجت روا۔ وکیل آپ کا حاجت روا۔ عدالت آپ کی حاجت روا۔ پولیس آپ کی حاجت روا۔ سبحان اللہ۔ پھر بھی آپ پکے توحید پرست۔ اور اگر ہم مسلمان انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو اللہ تعالےٰ کے اذن سے حاجت روا، مشکل کشا مانیں تو معاذ اللہ ہم مشرک ہو جائیں۔ توبہ استغفر اللہ۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں جابجا انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کا شان بیان فرماتا ہے۔

"خبردار میرے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم ہے"۔ اور حدیث شریف "صحیح بخاری" میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ "جو میرے دوست سے دشمنی کرے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ یعنی وہ میرے ساتھ لڑائی کرے"۔

نجدی وہابی لوگوں کا حملہ اکثر حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام پر ہی ہوتا ہے۔ اور یہ ٹولہ بے ادب اور گستاخ ہے۔ انہوں نے کبھی بھی چور، ڈاکو، زانی، فاسق فاجر اور ظالم کی ہدایت کے لئے کوئی پمفلٹ نہیں لکھا۔ جب بھی کچھ لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے خلاف ہی ان کا قلم چلتا ہے۔ اور بتوں کی آیتیں کو مسلمان حضرات پر چسپاں کر دیتے ہیں اور شرک و بدعت کے فتوے لگانا ان لوگوں کا کام ہے۔ حالانکہ خود بھی یہ لوگ غیر اللہ کی مدد کے قائل ہیں۔ دیکھو توحیدی صاحب نے خود بھی غیر اللہ کو اجرت دے کر پمفلٹ کی کتابت کروائی۔ خدا تعالیٰ سے براہِ راست دعا نہ کی کہ یا اللہ لکھا ہوا بھیج دے پھر اس کے بعد پریس والوں کے پاس گئے۔ اور فرمایا اس کو چھاپ دیں۔ میں تمہیں اجرت دیتا ہوں۔ خدا سے براہِ راست دعا نہ کی کہ یا اللہ تو یہ پمفلٹ چھپا ہوا بھیج دے۔ پھر اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ اس کو تقسیم کرو۔ غرضیکہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ شرک و بدعت کے فتوے لگانے والے اور مسلمانوں پر بتوں کی آیتیں چسپاں کرنے والے خود بھی شرک و بدعت کی مرض میں گرفتار ہیں اور کب تک گرفتار رہیں گے؟ یہ نہیں سوچتے کہ یہ عالم اسباب ہے۔ دیکھو جناب عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر تشریف لائیں گے۔ تو مسجد کے مینار پر کھڑے ہو کر امام صاحب کو فرمائیں گے۔ کہ سیڑھی منگاؤ۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ فرمائیں گے۔ کہ آسمان سے آگئے ہو تو اسی طرح نیچے بھی آجاؤ۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نہیں یہ عالم اسباب ہے۔ چنانچہ سیڑھی لائی جائے گی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیڑھی کے راستے سے نیچے تشریف لائیں گے۔ یہاں اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ یہ جہان عالم اسباب ہے۔ یہاں ہر کام اسباب کے ذریعے طے پاتا ہے۔ توحیدی صاحب نے صفحہ ۳ پر سورۃ اعراف سے ایک آیت کریمہ کا چھوٹا سا ٹکڑا لکھ دیا ہے۔ اور زبردست یہ خیانت کی ہے کہ پوری آیت نہیں لکھی۔ حالانکہ اگر پوری آیت لکھتے تو روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتا کہ یہ آیت بتوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ صرف اس قدر لکھ دیا ہے۔ (ترجمہ) "جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تم ہی جیسے بندے ہیں"۔ اب میں پوری آیت کریمہ کا ترجمہ نقل کر کے ثابت کروں گا کہ یہ آیت بتوں کے حق میں نازل ہوئی تھی جس کو توحیدی صاحب نے مسلمانوں پر چسپاں

کر دیا ہے۔ ترجمہ:۔ "بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ تمہاری طرح بندے ہیں۔ (یعنی اللہ کے مملوک و مخلوق بندے) تو انہیں پکارو۔ پھر وہ تمہیں جواب دیں۔ اگر تم سچے ہو"۔ (پھر ساتھ والی آیت میں فرمایا) "کیا ان کے پاؤں ہیں۔ جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے گرفت کریں؟ یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا ان کے کان ہیں وہ سنیں"۔ اس آیت کا **شانِ نزول** ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بت پرستی کی مذمت کی تو بتوں کی عاجزی اور بے اختیاری کا بیان فرمایا۔ تو مشرکین نے دھمکایا اور کہا۔ کہ بتوں کو برا کہنے والے تباہ ہو جاتے ہیں اور برباد ہو جاتے ہیں۔ یہ بت انہیں ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔ کہ بتوں میں کچھ قدرت سمجھتے ہو اور میری نقصان رسانی میں ان سے مدد لو۔ اور تم بھی جو مکر و فریب کر سکتے ہو۔ میرے مقابلہ میں کرو۔ اور اس میں دیر نہ کرو۔ مجھے تمہاری اور تمہارے معبودوں کی کچھ پرواہ نہیں اور تم سب میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ آیت سورۃ اعراف کی ۱۹۴ و ۱۹۵ کا بیان ہے۔ جو ترجمہ اور معہ شان نزول بیان کیا گیا ہے۔ اب یہاں سے یہ بات ثابت ہوگئی۔ کہ نجدی وہابی لوگ بتوں کی آیتوں کو مسلمانوں پر چسپاں کرنے کے عادی ہیں۔ کیونکہ خداوند کریم نے بتوں کے پاؤں اور ہاتھ آنکھیں کان وغیرہ کا بیان فرما کر ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ آیتیں سب بتوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ جو توحیدی صاحب نے مسلمانوں پر لگا کر

اپنا نامۂ اعمال سیاہ کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اسی طرح آپ نے حدیث پاک کا بھی انکار کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ قحط کے وقت بارش کے لئے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر کی چھت کو کھولنے والی روایت صحیح نہیں۔ کیونکہ اسکا راوی سعید بن زید اوہام کا شکار تھا۔ نیز اسکا ایک راوی بن الفضل آخری عمر میں حدیث میں اختلاط (گڈمڈ) کرنے لگا تھا۔ یہ حدیث شریف تو مشکوٰۃ باب الکرامات میں موجود ہے۔ جس کا انکار پرلے درجے کی جہالت ہے۔ "ابوالجوزاءؓ سے روایت

جو مشہور تابعی ہیں۔ ان کا نام اویس بن عبداللہ ازدی ہے۔ کہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑ گیا۔ تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی۔ یعنی دعا فرمائیں اور کچھ تدبیر بتا دیں۔ پس فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔ کہ دیکھو تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف غور کرو۔ حضرت کی قبر سے ایک طاق بنا دو طرف آسمان کے یہاں تک کہ نہ ہو درمیان قبر کے اور درمیان آسمان کے چھت۔ پس کیا لوگوں نے جو کچھ فرمایا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔ پس برسا مینہ یہاں تک کہ پیدا ہوئی گھاس اور فربہ ہوئے اونٹ یہاں تک کہ پھول گئیں کوکھیں انکی چرنے سے کثرت چربی سے پس نام رکھا گیا۔ اس سال کا سال فتق (یعنی ارزانی کا) نقل کی دارمی نے مشکوٰۃ شریف۔

توحیدی کا سفید جھوٹ:-

صاحب لکھتے ہیں۔ آدم علیہ السلام کے متعلق مشہور ہے۔ کہ انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کی تھی۔ یہ روایت جھوٹی ہے" (معاذ اللہ) میں کہتا ہوں۔ کہ یہ توحیدی مولوی کا سفید جھوٹ ہے۔ یہ حدیث شریف دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے "نشر الطیب" میں لکھی ہے۔ لکھتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) سے خطا کا ارتکاب ہو گیا۔ تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ نے عرض کیا۔ کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں۔ کہ میری مغفرت ہی کر دیجئے"۔ سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے آدم تم نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا۔ حالانکہ میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا۔ اے رب میں نے اسطرح پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور (اپنی طرف سے شرف دی ہوئی) روح میرے اندر پھونکی تو میں نے سر جو اٹھایا۔ تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔ سو میں نے معلوم کر لیا۔ کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہوگا۔ جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ "اے آدم تم سچے ہو۔ واقعی وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں۔ اور جب تم نے ان کے

واسطہ سے مجھ سے درخواست کی ہے۔ تو میں نے تمہاری مغفرت کی۔ اور اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا" (نشر الطیب ص۲۵ و ص۲۶) یہ روایت شاہ محمد سعید محدث دہلوی نے اپنی کتاب "سعید البیان" میں بھی نقل کی ہے۔ جو اسطرح ہے۔ جبکہ آدم (علیہ السلام) بہشت سے نکالے گئے۔ دعا کی بایں مضمون۔

یارب گناہ بخش بہ پیغمبر کے واسطے
کر رحم مجھ پر اس شہ کوثر کے واسطے

جناب الٰہی سے ارشاد ہوا کہ اے آدم . . . تو نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو شفیع کیا واسطے ایک گناہ اپنے کے۔ اگر برائے گناہان اہل آسمان و زمین کے حبیب میرے کو شفیع لاتا۔ میں عفو کرتا۔ (سعید البیان ص۹۵)

دراصل مولوی توحیدی صاحب علم دین سے بے خبر ہیں۔ جو ایسے پمفلٹ شائع کر کے مخلوق الٰہی کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت دے۔

مولوی توحیدی کی جہالت کا زبردست ثبوت

لکھتے ہیں۔ ہاں نبی اکرم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی دعا اصحاب کے لئے وسیلہ ضرور تھی۔ اصحاب آپ سے بخشش کے لئے یا دیگر مشکلات میں دعا کی درخواست کرتے تھے تو آپ ان کے لئے اللہ سے دعا کرتے تو اللہ ان کی مشکلات کو دور فرما دیتے۔ دیتے لفظ غلط ہے۔ بلکہ دیتا چاہیئے تھا۔ (محمد اسماعیل) یہ آپ کی زندگی میں تھا۔ آپ کی وفات کے بعد صحابہ کبھی بھی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر پر دعا کروانے نہیں گئے۔ وہ جانتے تھے کہ فوت ہونے کے بعد انسان کا اس دنیا سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے اور کسی کو کس جہان کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔ یہ بھی آپ کی ڈبل جہالت ہے۔ جو بات شرک ہوگی۔ اس کے حکم میں زندہ اور مردہ انس و جن و ملک وغیرہم تمام مخلوق الٰہی یکساں ہیں کہ غیر خدا کوئی بھی ہو۔ خدا کا شریک نہیں ہو سکتا۔ طلب دعا میں شرک ہو تو ہرگز یہ حکم فقط اموات کے لئے خاص نہ ہوگا۔ بلکہ یقیناً احیاء سے دعا کرانی بھی حرام ہوگی۔ اور یہی آپ کی جہالت کا بین ثبوت

ہے۔ پھر کس بل بوتے پر آپ توحیدی کہلاتے ہیں؟
پھر انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق اپنے قلم سے لکھتے ہو کہ کسی کو اس جہان کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔ کیا ان حدیثوں کا آپ انکار کرتے ہیں؟ جن میں ارشاد ہوا کہ سب انبیاء علیہم السلام نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی۔ اور جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج شریف کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انکی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کے علاوہ دیگر حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو۔ ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ پھر جب خوشی سنانے والا آیا۔ اس نے وہ کرتا حضرت یعقوب (علیہ السلام) کے منہ پر ڈالا۔ اسی وقت اسکی آنکھیں پھر آئیں۔ (سورۃ یوسف پ ۱۳) یعقوب علیہ السلام نابینا ہو گئے تھے۔ ان کی اس مصیبت کو یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیض کے ذریعہ دور فرمایا اور ان کی مشکلکشائی کی۔ قمیض سے شفا دینا ما فوق الاسباب مدد ہے

(۲) عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ کے حکم سے شفا دیتا ہوں۔ مادر زاد اندھوں کو اور کوڑھیوں کو اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ (سورۃ آل عمران پ ۳)
اندھا کوڑھی ہونا بلا ہے۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے دفع کر دیتے تھے لہذا اللہ کے پیارے دافع البلا ہوتے ہیں۔ یعنی ما فوق الاسباب مشکلکشائی فرماتے ہیں

(۳) جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم سے کہا کہ میں تمہارے رب کا قاصد ہوں۔ آیا ہوں تاکہ تمہیں ستھرا بیٹا دوں (سورۃ آل عمران پ ۳) معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل اللہ کے حکم سے بیٹا بخشتے ہیں۔ اور بندوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں۔

(۴) اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں (سورۃ النساء پ ۵)
اس آیت نے بتایا کہ جو گناہوں کی بیماری میں پھنس جاوے۔ وہ حضور کے شفاخانے

میں پہنچے وہاں شفا ملے گی۔ کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم دافع البلا ہیں۔ اور ما فوق الاسباب گناہ بخشوا دیتے ہیں۔ شفاعت کیلئے مدینہ پاک میں حاضری ضروری نہیں۔ اسی لئے فی المدینہ نہیں فرمایا گیا۔ جہاں بھی ہو قلب سے اس بارگاہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ کیونکہ ہر دل ان کی جلوہ گاہِ ناز ہے۔

؎ سنا ہے رہتے ہیں آقا فقط مدینہ میں غلط ہے رہتے ہیں وہ عاشقوں کے سینہ میں

اور یہ حکم حاضری قیامت تک مجرموں گنہگاروں کے لئے ہے۔ فقط زندگی کے زمانہ سے خاص نہیں کیونکہ اذ عام ہے۔

● ایک شخص حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد روضہ مبارک پر حاضر ہوا اور یہی آیت پڑھ کر عرض کرنے لگا۔ کہ یا حبیب اللہ ہم نے یہ حکم سنا۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ اور اللہ سے بخشش چاہنے۔ آپ کے دروازے پر حاضر ہوا ہوں تو میرے گناہ کی بخشش میرے رب سے کروایئے۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی۔ کہ تیری بخشش کی گئی ہے (شانِ حبیب الرحمٰن مصنفہ حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۶) اس واقعہ اور اس آیت سے چند مسائل بھی ثابت ہوئے۔

● خدا کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے ● بزرگوں کی قبر پر حاجت روائی کے لئے جانا جائز ہے اور جاؤک میں داخل ہے ● بعد وفات کے مقبول بندوں کو "یا" کے ساتھ پکارنا جائز ہے ● اللہ کے مقبول بندے مدد فرماتے ہیں۔ اور ان کی دعا سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ کہ چالیس ابدال شام میں رہتے ہیں۔ جن کی برکت سے بارش ہوتی ہے۔ اور دشمنوں پر فتح حاصل کی جاتی ہے۔ اور شام والوں سے عذاب دور رہتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے بعد وفات بھی مدد فرماتے ہیں

مشکوٰۃ شریف باب فی المعراج" میں لکھا ہے۔ کہ معراج شریف کی رات حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے ۵۰ نمازیں اللہ تعالےٰ نے فرض کیں۔ واپسی میں حضرت موسٰی علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا حبیب اللہ یہ نمازیں تو بہت ہیں۔ کم کرائی جائیں۔ اب بارگاہ رب العزت اور حضرت موسٰی علیہ السلام کے مابین سرکار کی بار بار حاضری ہوتی رہی اور پانچ پانچ کم ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔ ثابت ہوا کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کی مدد اس میں شامل ہے۔ کیونکہ جناب موسٰی علیہ السلام نے ہی بار بار مشورہ دے کر پچاس نمازوں سے پانچ کروائی ہیں اور محبوب پاک کا بارگاہِ خداوندی میں بار بار جانا اور پچاس نمازوں کی بجائے صرف پانچ کروانا بھی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے زبردست امداد میں شامل ہے۔ اگر نجدی وہابی لوگ موسٰی علیہ السلام کی اس امداد کے منکر ہیں۔ جو کئی سو سال پہلے وصال فرما چکے تھے۔ تو ان کو پچاس نمازیں ہی پڑھنی چاہئیں۔ جب ایک پڑھو۔ فوراً دوسری تیسری کیلئے تیار ہو جاؤ۔ غرضیکہ کوئی اور کام کرنے کا موقعہ ہی نہ ملے۔ مستورات کو روٹی ہانڈی پکانے کا وقت ہی نہ ملے۔ سب کے سب بھوکے مرو۔ اور جہنم کا راستہ اختیار کرو۔ کیونکہ بزرگوں کی امداد کا انکار قرآن و حدیث شریف کا انکار ہے۔

جنگ ۱۹۶۵ء میں بزرگوں کی امداد کا ثبوت بعد وفات شریف

لاہور کے حکیم نیر واسطی کا بیان:۔ "جب پاکستان پر حملہ ہوا تو مؤذن رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک سے حیّ علی الجہاد حیّ علی الجہاد حیّ علی الجہاد کی صدا بلند ہونے لگی۔" (۲) "مدینہ شریف میں دیر سے لاہور کی ایک نہایت محترم خاتون مقیم ہیں۔ جو بڑی عابدہ اور زاہدہ ہیں۔ اور جن کی زندگی کے بیشتر لمحات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جالیوں کے سائے میں گزرتے ہیں۔ فرماتی تھیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ۶ ستمبر کی رات کو نہایت اداس دیکھا گیا"۔

(۳) ایک صاحب نے جن کا نام غلام دستگیر ہے۔ دیکھا کہ مسجد نبوی مواجہ شریف کا دروازہ کھلا۔ پانچ خوبصورت جوان اندر سے نکلے۔ جن کے سروں پر سفید پرندے دکھائی دیئے وہ باب السلام کی طرف بڑھے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہونے لگے چلتے وقت ان سے پوچھا۔ تو فرمانے لگے۔ کہ ہم پاکستان جا رہے ہیں"۔

(۴) "مدینے سے ایک شام جب احرام باندھ کر مکہ معظمہ جانے لگا۔ تو راستہ میں بدر کا میدان اور مغرب کی نماز کا وقت آگیا تھا۔ ایک بدو امامت کرا رہا تھا۔ نماز پڑھ کر وہ پوچھنے لگا کہ تم پاکستان سے آئے ہو۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس پر وہ مجھ سے پوچھنے لگا۔ کہ ارے ابھی تمہیں فتح نہیں ہوئی۔ میں نے کہا۔ ابھی پوری فتح نہیں ہوئی۔ اس پر وہ جھڑک کر بولا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ بدر کے سپاہی یہاں سے اُٹھ کر تمہاری مدد کیلئے پاکستان جائیں اور تمہیں فتح نہ ہو"۔ (قومی دلیر گوجرانوالہ ۸/۱۱/۶۵)

مدینہ شریف سے ایک خط:۔

(۵) "دیوبندی وہابی مکتب فکر کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب کے بھانجے مولوی محمد انعام دیوبندی نے مدینہ منورہ سے کراچی میں نور محمد صاحب کو خط لکھا۔ کہ جس روز لاہور پر حملہ ہوا۔ اسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے۔ اور روضہ اقدس سے جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے۔ اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر باب السلام تشریف لے گئے۔ بعض حضرات نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر جلدی گھوڑے پر کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا پاکستان میں جہاد کے لئے اور ایک دم برق کی مانند بلکہ اس سے بھی کہیں تیز روانہ ہو گئے۔ پیچھے پیچھے مواجہ شریف سے ہی پانچ حضرات اور اس راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہو کر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کر گئے۔ اور بھی بہت سے خواب اس اثنا میں اللہ کے نیک بندوں نے دیکھے

ہیں۔ دعا فرمائیے اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھے۔ اور بطفیل جنابِ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فتح اور عزت عطا فرمائے۔" آمین۔

(روزنامہ امروز لاہور ۱۰/اکتوبر ۱۹۶۵ء بحوالہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ۲ جمادی الاخریٰ)

(۶) "ایک نہایت معتبر شخص نے بیان کیا۔ کہ ۵/ستمبر کو ایک شخص ایبٹ آباد میں گھاس کاٹ رہا تھا۔ کہ اس نے دو نوجوانوں کو گھوڑوں پر سوار بڑی تیزی سے گذرتے دیکھا۔ تھوڑی دیر بعد جب گھاس کاٹ چکا تھا۔ اس نے ایک معمر ہستی کو گھوڑے پر تیزی سے گزرتے دیکھا۔ اس نے ان کو رکنے کا اشارہ کیا۔ اور گھوڑے کی راس پکڑلی۔ اور پوچھا۔ آپ کون ہیں۔ انھوں نے جواب میں فرمایا۔ میں علی ہوں۔ سیالکوٹ پر ہندوستان حملہ کرنے والا ہے اور میں وہاں جا رہا ہوں۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ آپ سے پہلے جو دو نوجوان گئے تھے۔ وہ کون تھے۔ انہوں نے جواب دیا۔ وہ حسن اور حسین تھے۔ گھسیارے نے جس کسی سے بھی یہ واقعہ بیان کیا۔ اس نے اس کا مذاق اڑایا اور بالآخر ۷/ستمبر کو سیالکوٹ پر ہمارے عیار اور نابکار دشمن نے حملہ کر دیا۔ دو فوجیوں کا بیان ہے۔ کہ انہیں بزرگوں پر اعتماد نہیں تھا۔ لیکن انہوں نے اپنی آنکھوں سے سیالکوٹ کے محاذ پر ایک بزرگ کو گھوڑے پر سوار ہو کر لڑتے دیکھا اور ان کے صافے پر لکھا تھا۔ "شیخ عبدالقادر جیلانی"۔ اس قسم کے متعدد واقعات مشہور ہیں۔" (روزنامہ جنگ ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۶۵ء بحوالہ مذکورہ)

تقسیم اسلحہ:۔ "ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجاہدین میں اسلحہ تقسیم کر رہے ہیں۔"

(روزنامہ کوہستان۔ لاہور ۱۰/نومبر ۶۵ء بحوالہ تبرّ واسطی)

جنگی قیدیوں کا اعتراف

راولپنڈی ۱۰/اکتوبر نمائندہ جنگ:۔

پاکستانی افواج نے یارسول اللہ اور یاعلی مدد کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹڈی دل فوج کو بری طرح شکست دی۔ اس معرکہ میں نبئ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اپنے مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔ ۱۲ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد۔ سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے۔ چونڈہ کے نزدیک ایک نورانی خاندان کو مہاجرین کی امداد کرتے ہوئے۔ مجاہدین کے ساتھ یارسول اللہ مدد کے نعرے لگاتے ہوئے دیکھا گیا۔ سرگودھا کے ہوائی اڈا پر ایک بزرگ اپنی جھولی میں بم لیتے ہوئے دیکھے گئے۔ لاہور۔ ظفروال۔ چونڈہ اور سیالکوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباش دی گئی۔ اور بعض مقامات پر یارسول اللہ یا علی مدد کے نعرے سُنے گئے۔ سیالکوٹ شہر میں گولا باری سے پیشتر ایک بزرگ شہر کو خالی کرنے کی ہدایت کرتے رہے۔ اور باآواز بلند کلام پاک پڑھتے رہے۔ مختلف محاذوں سے ان محیر العقول اور ایمان افروز معجزات کی اطلاعات ملتی رہیں۔ ان معجزات اور محیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان نوجوانوں۔ مجاہدین، شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۲/اکتوبر ۱۹۶۵ء) حوالہ مذکورہ

وہابی نجدی لوگ "نعرہ یارسول اللہ نعرہ یاعلیؓ" کے منکر ہیں۔ مگر یہ تو تاریخی واقعات ہیں۔ جو میرے پاس موجود ہیں۔ ان کو جھوٹ ثابت کرنا محال ہے۔

جہادِ پاکستان میں محبوبانِ خدا کی روحانی و غیبی امداد کے متعلق شورش کاشمیری کے رسالہ چٹان کا ایک مقالہ

"سنتے تھے معجزوں کے زمانے گذر گئے":۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اس جنگ میں تائید ایزدی سرکارِ دو عالم کی پشت پناہی اور بزرگان دین کی دعائیں شامل حال نہ ہوتیں تو شاید پاکستان

کو فتح مبین کی بجائے ناقابلِ رشک حالات سے دوچار ہونا پڑتا۔ اکثر بیشتر ایسی باتیں
مشاہدے میں آئی ہیں۔ جن کو بظاہر یقین نہیں آتا۔ کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن حقیقت
یہ ہے کہ ایسا ہوا ہے۔ باور کیجئے کہ اسلام اور صرف اسلام ہی ایک دفعہ پھر پاکستان
کے مسلمانوں کی حفاظت اور عظمت وسطوت کے لئے ناقابلِ تسخیر قلعہ بن گیا اور یہ
جنگ بھی اسلام کی روحانی قوت کا کرشمہ ثابت ہوئی۔ ان بے شمار مافوق الفطرت
واقعات میں نہ تو مبالغہ آرائی کو کوئی دخل ہے اور نہ ہی زیبِ داستان کے لئے یہ قلمکاری
کی گئی ہے۔

پراسرار بزرگ :۔ ایک محاذ پر توپوں کے دہانے کھلے ہوئے تھے۔ بیسویں
صدی کے بھارتی بھیڑیئے گولا باری کر رہے تھے۔ پاکستانی
مجاہد جوابی کارروائی میں مصروف تھے۔ کہ ایک سفید ریش بزرگ سادہ دیہاتی لباس میں عین
مورچہ پر تشریف لے آئے اور توپچی کو گولا پھینکنے کے لئے نشاندہی کرنے لگے۔ آپ انگشت
شہادت سے اشارہ کرتے کہ اس طرف گولا پھینکا جائے۔ چنانچہ ان کے کہنے کے مطابق توپ
کا زاویہ بدل دیا جاتا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ گولا ٹھیک ٹھیک نشانہ پر لگتا۔ جس کی وجہ سے
دشمن کی صفوں میں نہ صرف ابتری پھیل جاتی بلکہ اس کے بھارتی ٹینک اور توپیں بھی ہر بار
نکارہ ہو جاتیں۔ اور آخر کار بھارتی ٹینک پسپائی پر مجبور ہو جاتے۔ ایک دن میجر کو خیال آیا
یہ درویش کون ہیں۔ جو روزانہ محاذ پر راہنمائی کرتے ہیں۔ دوسرے دن صبح بزرگ موصوف
کو خیمہ میں بلایا گیا۔ اردلی آفسر کا اشارہ پاتے ہی ایستادہ ہو گیا۔ سفید ریش بزرگ سے
استفسار کیا گیا۔ آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ درویش بزرگ نے
کچھ جواب نہ دیا۔ اور بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پانی طلب کیا۔ اردلی پانی لینے گیا۔ تو
میجر کرسی پر بیٹھنے کیلئے بڑھا۔ جونہی توجہ دوسری طرف مبذول ہوئی۔ تو میجر نے دیکھا۔ کہ
وہ کرسی خالی پڑی ہے۔ جس پر بزرگ تشریف فرما تھے۔ میجر اور تمام لوگ حیران تھے۔ کہ
یہ کیا کرشمہ ہے۔ تلاش بسیار کے بعد بھی وہ بزرگ پھر اس محاذ پر نظر نہ آئے۔

(حوالہ مذکورہ)

شیرِ خدا :۔ حکیم نیر واسطی اہوز جنگ کے دنوں میں وطن عزیز سے باہر تھے۔ ان کا
بیان ہے۔ کہ عمرہ کرنے کے بعد جب زیارت روضۂ اطہر کیلئے مدینہ
منورہ پہنچا۔ تو وہاں کے مشہور بزرگ حضرت مولانا عبدالغفور مہاجر مدنی نے دوران
ملاقات فرمایا۔ کہ ایک رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خواب میں ملاقات ہوئی۔ میں
نے عرض کیا۔ آپ نجف شریف سے کیسے تشریف لے آئے۔ تو فرمایا۔ پاکستان پر کفار حملہ
آور ہیں۔ اس لئے وہاں جہاد میں شرکت کے لئے جا رہا ہوں۔

میاں شیر محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) **:۔** ایک عزیز دوست شرقپور سے روایت کرتے ہیں۔ کہ
جنگ کے دنوں ایک رات مجھے حضرت میاں شیر محمد
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی تو آپ کا لباس گرد آلود اور ہاتھ قدرے
میلے تھے۔ میں نے پوچھا۔ حضرت اس وقت کونسی مصروفیت ہے۔ تو آپ نے اشارۃً
فرمایا کہ محاذ پر جہاد جاری ہے۔ اور مجاہدین کی اعانت فرض ہے۔

حضرت داتا گنج بخش صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) **:۔** ایک صاحب قصور کے رہنے والے ہیں۔
اور ہر ہفتہ داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے مزار مبارک پر حاضری دیا کرتے ہیں۔ وہ ایک دن حسب معمول مزار پر حاضر ہوئے
تو کوشش بسیار کے باوجود صاحب مزار سے کوئی توجہ نہ مل سکی۔ اس پس وپیش کے
عالم میں انہوں نے تین دن تک یہیں قیام کیا۔ آخری رات چند لمحات کے لئے زیارت
ہوئی۔ تو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محاذ پر مصروف تھا۔ سرکار دو جہاں
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمان کے مطابق تمام بزرگان دین پاکستان کی سرحدوں پر متعین
کئے گئے ہیں۔ اور پاکستان کی حفاظت کے لئے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

سبز پوش بزرگ :۔ لاہور کی ایک جامع مسجد کے خطیب نے ممبر رسول
پر کھڑے ہو کر حلفیہ بیان کیا۔ کہ بھارتی فوجیوں اور
ہوا بازوں کو جب پاکستان کی بہادر فوجوں نے گرفتار کیا۔ تو وہ حیران ہو کر پوچھتے تھے۔
کہ پاکستان کے وہ سبز پوش مجاہد کہاں ہیں۔ کہ ہم سخت حملہ کرتے تھے۔ لیکن وہ سبز پوش

بڑے اطمینان سے ہمارے حملہ کو ناکارہ بنا دیتے تھے اور ہمیں پسپائی پر مجبور کر دیتے اور انتہا یہ کہ بھارتی ہوا باز پاکستان کے ایک معروف شہر پر تقریباً اٹھائی سو بم گراتے ہیں۔ لیکن اللہ کے فضل سے اس شہر کے ہوائی اڈے کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کرشمہ نہیں۔ تو اور کیا ہے؟ الغرض ایسے لاتعداد واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جنگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑی گئی ہے۔ اور خالق کون و مکاں کے محبوب پیغمبر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے بے پایاں فیض و برکت سے فتح پذیر ہوئی ہے۔ بلاشبہ ایسے خرق عادات واقعات ہوئے ہیں۔ جن کے چشم دید گواہ ابھی تک موجود ہیں۔ اور ان کی صداقت سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۹ نومبر ۱۹۶۵ء)

ناظرین کرام۔ ایڈیٹر چٹان شورش کاشمیری کٹر وہابی اہل سُنّت کا دشمن ہے لیکن پھر بھی غیر اللہ کی امداد کا قائل ہے۔ کیونکہ حقیقت کو چھپایا نہیں جا سکتا۔

سے صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

قبر شریف سے فیض:- اور سنیئے۔ ایک دن آپ (سید احمد صاحب) حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ کی مرقد منوّر کی طرف تشریف لے گئے اور ان کی مرقد مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں ان کی روح پُرفتوح سے آپ کو ملاقات حاصل ہوئی۔ اور آنجناب یعنی حضرت قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجہ کی۔ کہ اس توجہ کے سبب سے ابتداء حصول نسبت چشتیہ کا ثابت ہو گیا۔ (صراط مستقیم صفحہ ۲۲۳" مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی وہابی حضرات کے بڑے مولوی"۔

ثابت ہوا۔ کہ بزرگوں کی قبروں پر فیض حاصل کرنے کے لئے حاضر ہونا جائز ہے۔ کیونکہ ان سے فیض ملتا ہے۔ کیونکہ آپ کے بڑے عالم مولوی اسماعیل کے پیر سید احمد بریلوی حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور پر حاضر ہو کر فیض لے رہے ہیں۔

جناب توحیدی صاحب:- ذرا ہوش و حواس کو درست فرما کر بخاری شریف کا مطالعہ فرمائیں۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی مخلوق شفاعت کے لئے بڑی بڑی شان والے انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس پریشان ہو کر حاضر ہوگی۔ اوّل آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کے لئے عرض کرے گی۔ لیکن آدم علیہ السلام نفسی نفسی پکاریں گے اور فرمائیں گے "اذھبوا الی غیری" کسی اور کے پاس جاؤ۔ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ نوح علیہ السلام فرمائیں گے۔ کسی اور کے پاس جاؤ۔ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ نفسی نفسی تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ پھر ساری مخلوقِ الٰہی جناب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہوگی۔ اور شفاعت کے لئے عرض کرے گی۔ جن میں توحیدی صاحب بھی ہوں گے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت کا دروازہ کھولیں گے۔ اس کے بعد شفاعت عام ہو جائے گی۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام اولیاء عظام و شہداء کرام وغیرہ سب بارگاہِ الٰہی میں شفاعت کریں گے۔

قیامت کے روز ایسے مصیبت کے وقت کوئی نبی و رسول یہ نہیں فرمائے گا۔ کہ خدا کو پکارو۔ ہمارے پاس کیوں آئے ہو؟ جب خدا تعالیٰ براہِ راست سنتا ہے۔ بلکہ ہر رسول یہی فرمائے گا۔ کہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ یعنی غیر اللہ کے پاس جاؤ۔ اگر غیر اللہ کے پاس جا کر مدد مانگنا شرک ہوتا۔ تو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کیوں مخلوقِ الٰہی کو غیر اللہ کے پاس جانے کی تعلیم دیں گے۔

بتائیے:- اگر آپ کے عقیدہ میں شرک ہے تو کیا معاذ اللہ انبیاء کرام علیہم السلام قیامت کے روز لوگوں کو شرک کی تعلیم دیں گے؟ استغفر اللہ۔